مسجد کا دروازہ ہر موحّد کے لئے کھلا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۷۵ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

دوست جانتے ہیں کہ گذشتہ سال نومبر کے آخر سے وقفہ وقفہ کے بعد لمبی بیماریوں کے حملے ہوتے رہے۔ پہلے ۲۶؍نومبر کو انفلوانزا کا شدید حملہ ہوا اور ۲۶؍نومبر سے اس وجہ سے کہ انفلوانزا کے ساتھ بخار بھی بہت تیز تھا ۲۳؍دسمبر تک مَیں بستر میں رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ۲۳؍دسمبر کو میں بیماری سے اُٹھا اور خدا کی دی ہوئی توفیق سے جلسہ سالانہ کی ذمہ داریاں ادا کیں۔

جلسہ سالانہ کے بعد دوبارہ فُلو کا حملہ ہوا اور بہت تیز بخار آنے لگا اور یہ بھی بہت لمبا عرصہ چلا پھر کچھ عرصہ آرام رہنے کے بعد گُردے اور مثانہ وغیرہ میں کسی جگہ انفیکشن کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور اس کے دو دفعہ حملے ہوئے۔ دوسری بار تو ایک وقت میں انفیکشن کا اتنا شدید حملہ تھا کہ بخار تھوڑے سے وقت میں ۱۰۵/۱۰۶ تک چلا گیا اور رعشہ (انگریزی میں اسے Wriggle کہتے ہیں) اتنا شدید تھا کہ عزیزوں نے بتایا کہ گویا کمرے کی دیواریں ہل رہی تھیں جس کی وجہ سے پھر ہمارے ڈاکٹروں کو تشویش پیدا ہوئی۔ لاہور سے بھی احمدی ڈاکٹر آتے رہے۔ دوسرے دوست ڈاکٹر بھی آتے رہے۔ راولپنڈی سے کرنل محمود بھی کئی بار آئے۔ اگرچہ بخار کچھ عرصہ کے بعد ٹوٹ گیا لیکن انفیکشن بدستور قائم رہی اس لئے مشورہ یہ ہوا کہ میں

چیک اَپ (Check up) کے لئے بیرونِ ملک چلا جاؤں۔

پھر اگست کے شروع میں انگلستان اور یورپ کے بعض ممالک کا دورہ کرنا پڑا لیکن دراصل میں انگلستان چیک اَپ کے لئے گیا تھا وہاں گُردے وغیرہ کی امراض کے ایک ماہر ڈاکٹر بیڈنوف ہیں، اُن کو دکھایا اُن کے مشورہ سے کچھ ٹیسٹ ہوئے پھر اُن کو دوبارہ دکھایا۔ ٹیسٹ اور ایکسرے رپورٹ دیکھنے کے بعد اُن کی یہ رائے تھی کہ گردے دُرست کام کر رہے ہیں اور جو نالیاں گُردوں سے مثانہ تک جاتی ہیں اُن میں بھی کوئی تکلیف نہیں۔ مثانہ بھی ٹھیک کام کر رہا ہے ویسے تھوڑی انفیکشن ہو جاتی ہے۔ وہ تو ہے لیکن پراسٹیٹ وغیرہ کی کوئی چیز نہ ایکسرے میں نظر آئی اور نہ ویسے ایگزامینیشن میں۔

وہاں ذیابیطس کے جو بہت بڑے ماہر ڈاکٹر ہیں اُن کو بھی دکھایا۔ ذیابیطس کی بیماری پہلی دفعہ ۱۹۶۷ء میں ایکیوٹ (Acute) شکل میں آئی تھی۔ کراچی میں کمانڈر شوکت جو احمدی تو نہیں ہیں لیکن بڑے ماہر ہیں اور اچھے پیار سے دیکھنے والے طبیب ہیں۔ اُنہوں نے بڑے پیار سے ٹیسٹ لئے، معائنے کئے اور وہ اُس وقت اِس نتیجہ پر پہنچے کہ ذیابیطس اپنی بیماری کی شکل میں یعنی کرانِک (Chronic) شکل میں آ گئی ہے۔ میں نے اُنہیں کہا تھا کہ اگر ذیابیطس بیماری کی شکل میں آ جائے تب بھی اس میں اپنے رب پر کوئی گلہ نہیں لیکن میرے اندر سے یہ آواز آ رہی ہے کہ یہ بیماری عارضی ہے۔ کرانک شکل میں کہ جس میں ذیابیطس بیماری سمجھی جاتی ہے اس شکل میں نہیں اس لئے آپ مجھے ابھی دوائی نہ دیں، پرہیز بتا دیں چند دن تک دیکھیں اگر میرے اندر کی آواز درست ہے تو بغیر دوائی کے فرق پڑ جائے گا۔ خیر اُنہوں نے میری بات مان لی۔ غالباً آٹھ دس ہفتے کراچی میں قیام رہا۔ اس عرصہ میں بغیر دوائی کے شکر اپنے معمول کے مطابق یعنی جتنی مقدار میں ہر انسان کے جسم میں ہونی چاہیئے اور یہ بڑی ضروری چیز ہے اُس معیار پر آ گئی۔

جہاں تک پرہیز کا تعلق ہے میں اس کا بڑا خیال رکھتا ہوں لیکن ایک دن مجھے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں میٹھا کھاؤں۔ کمانڈر شوکت نے میٹھا کھانا چھڑوایا ہوا تھا میں نے آم ایک طرف سے کاٹا اور پھر اس کے دو ٹکڑے کئے اور پھر ایک چھوٹی سی قاش کھائی مگر اُن کو نہیں

بتایا۔ پھر اگلے دن خواہش پیدا ہوئی تو میں نے دو قاشیں کھا لیں اُن دنوں چونکہ قارورے کا روزانہ ٹیسٹ ہو رہا تھا اور دو دن چھوڑ کر ہر تیسرے روز خون کا ٹیسٹ ہو رہا تھا میں نے خیال کیا کہ اگر آم کی مٹھاس نے مجھے تکلیف پہنچائی تو ظاہر ہو جائے گی لیکن وہ نہ قارورے کے ٹیسٹ میں ظاہر ہوئی اور نہ خون کے ٹیسٹ میں ظاہر ہوئی۔ پھر میں نے خود ہی اُن کو بتایا کہ اس طرح مجھے خواہش پیدا ہوئی تھی اور میں نے آم کھا لیا تھا۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ تم کھانے کے معاملے میں اتنا پرہیز کرتے ہو کہ اس سلسلہ میں مجھے کوئی فکر نہیں جو دل کرے کھا لیا کرو۔ اُنہوں نے میرے کھانے کا باقاعدہ ایک چارٹ بنا دیا تھا مثلاً آٹا ہے دوپہر کے وقت دو چھٹانک آٹے کی روٹی تجویز کی تھی اور رات کو ایک چھٹانک آٹے کی روٹی سے زیادہ کھانا منع کیا تھا۔ میں نے کہا پرہیز کرنا ہے تو پھر ٹھیک طرح کیا جائے۔ میں نے ایک بزرگ سے کہا کہ باروچی خانے میں اپنے سامنے آٹا تول کر دیں اُنہوں نے بٹے منگوائے، تکڑی منگوائی اور دو چھٹانک یعنی چار اونس آٹا تلوا کر اپنے سامنے باورچی سے گندوایا۔ ہمارا اپنا باورچی ساتھ گیا ہوا تھا اس سے کہا کہ تم معمول کے مطابق جس قسم کی چپاتیاں تیار کرتے ہو اُسی قسم کی پتلی سی چپاتیاں تیار کرو۔ تو جب چپاتیاں بنیں تو وہ بنیں چار، جب کہ میرا معمول دو چپاتیاں کھانے کا تھا یعنی ایک چھٹانک آٹا۔ جب مجھے ڈاکٹر صاحب ملے تو میں نے کہا کہ مجھے ایک چھٹانک آٹے کی غذائیت کسی اَور چیز سے دیں کیونکہ آپ کے حساب سے تو میرا کھانا کم ہو گیا۔

بہرحال ۱۹۶۷ء سے ورزش، کام اور کھانے کا پرہیز میرے نظامِ شکر کو معمول کے مطابق یعنی کنٹرول میں رکھتا ہے مگر پچھلے سال جب اتنا لمبا عرصہ بیماری رہی اور لیٹنا پڑا۔ بیماری کے چار بڑے لمبے لمبے حملے ہوئے دو فلو کے اور دو انفیکشن کے جن کی وجہ سے مہینوں مجھے بستر میں رہنا پڑا تو اس قسم کا کام مثلاً میں اُوپر دفتر میں جاتا ہوں، کام کرتا ہوں دوست ملتے ہیں اُن سے باتیں ہوتی ہیں اس سے بھی آدمی کی طاقت خرچ ہوتی ہے اور کیلوریز (Calories) burn ہو رہی ہوتی ہیں وہ کام چھٹ گیا جو ضروری کام کیا وہ بھی لیٹے لیٹے کیا۔ جو کام کے ساتھ ورزش والا حصہ تھا علاوہ کام کے نتیجہ میں کیلوریز Burn ہوتی ہیں اس کے علاوہ بھی ورزش ہوتی ہے ادھر اُدھر پھرنے سے یا مثلاً سیر کرنا ہے یہ بھی ختم ہو گیا۔ میں سائیکل چلاتا ہوں، ورزش کرنے

والا کھڑا سائیکل ہے اسے چار میل چلاتا ہوں یہ ورزش بھی چھوٹ گئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شکر جس وجہ سے پہلے معمول کے دائرہ کے اندر تھی وہ وجہ نہ رہی تو وہ اپنی حدود سے باہر نکل گئی۔ ہوسکتا ہے یہ سب شرارت اسی وجہ سے ہو یعنی جو شکر اپنی حدود سے باہر نکلی تو اس نے اور بھی شرارتیں کی ہوں۔ شکر کنٹرول نہیں ہوتی یہ تو عام بات ہے۔ بہر حال لندن میں جب ڈاکٹروں کو دکھایا تو انہوں نے کہا کہ انفیکشن دور کرنے کی جو دوائیں دی جاتی رہی ہیں وہی ٹھیک ہیں لیکن وہاں کے جو کلینک ہیں ان کا اب یہ حال ہے کہ ساری دنیا کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لندن کے کلینکس میں بہت اچھے ٹیسٹ ہوتے ہیں لہٰذا وہاں جانا چاہیئے چنانچہ بحرین، ابوظہبی اور کویت اور دوسرے عرب ممالک کو بھی شوق پیدا ہوا ہے۔ اب گرمیوں میں ایک ایک ملک کے پندرہ پندرہ، بیس بیس ہزار آدمی وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ پیسہ خدا نے ان کو بہت دے دیا ہے اس لئے ان میں سے ہزاروں آدمی اپنا چیک اَپ بھی کرواتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا کام بہت بڑھ گیا ہے جس کی وجہ سے ان کا معیار بھی اسی نسبت سے کم ہو گیا ہے چنانچہ وہاں ایک جگہ قارورہ ٹیسٹ کے لئے جاتا تھا تو کہتے تھے قارورہ میں کوئی انفیکشن نہیں ہے دوسری جگہ قارورہ جاتا تھا تو کہتے تھے کہ قارورے میں بہت زیادہ انفیکشن ہے تیسری جگہ جاتا تھا تو کہتے تھے معمولی انفیکشن ہے۔ ایک دن میں نے کہا کہ کچھ ان سے مذاق بھی کرنا چاہیئے ایک ہی قارورہ دو شیشیوں میں ڈال کر دو جگہ بہت چوٹی کے ہسپتالوں میں بھجوا دیا دونوں کے نتیجے مختلف آ گئے حالانکہ ایک ہی وقت کا قارورہ تھا۔

پس معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ مجبور ہیں ایک تو اس کی وجہ ہیومن ایرر (Human error) بھی ہوسکتی ہے۔ انسان کے ساتھ غلطی کا احتمال بھی لگا ہوا ہے اور دوسرے کام کی زیادتی ہے تیسرے پیشاب کی انفیکشن کا یہ حال ہے کہ جو لوگ لیبارٹری میں کام کرنے والے ہیں اگر ان کی انگلی میں کوئی نہ نظر آنے والا بیکٹیریا لگ جائے اور وہ انگلی ٹیوب میں لگ جائے تو وہ کلچر بیکٹیریا کی ایسی غذا ہے کہ وہ جاتے ہی بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ ۴۸ گھنٹے کے بعد نتیجہ دیتے ہیں۔ پتہ نہیں وہ کتنے گھنٹے پیشاب رکھتے ہیں بہر حال ڈیڑھ دو دن تک تو وہ رکھتے ہیں اس میں بیکٹیریا کی بہت بڑی تعداد نکل آتی ہے۔

غرض اس کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں تو میں نے سوچا کہ جب نتیجہ یہ نکل رہا ہے اور علامت انفیکشن کی کوئی نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیماری دور ہوگئی ہے۔ وہاں آہستہ آہستہ ورزش بھی کرنی شروع کی پارکس میں سیر کرنی شروع کر دی۔ لندن میں پارکس بہت ہیں وہ شہر اس لحاظ سے قابل رشک ہے کہ ہر دس پندرہ میل کے اندر انسان کو سینکڑوں ایکڑ کی پارک مل جائے گی کوئی کامن کے نام سے اور کوئی پارک کے نام سے اور اس کے اندر بہت سے ایسے حصے ہوتے ہیں جہاں موٹر بھی نہیں جاتی موٹر کی سڑکیں علیحدہ بنی ہوئی ہیں وہاں آرام سے آدمی سیر کر سکتا ہے۔

بہر حال یہ تسلی ہوگئی کہ جس قسم کی بیماری کا خطرہ یہاں ڈاکٹر محسوس کر رہے تھے اس قسم کی بیماری نہیں البتہ انفیکشن تو تھی اس نے ضعف بھی کیا اس کی وجہ سے بخار بھی ہوا اس کی وجہ سے کام میں بھی دقت پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا یہاں دوائیں مل رہی تھیں۔ انہوں نے کہا یہاں بھی ہم یہی دوائیں دیتے بلکہ ایک ڈاکٹر نے تو کہا کہ شاید کچھ زیادہ اینٹی بائیوٹکس دے دی گئی ہیں۔ اس سے کم پر بھی گزارہ ہو جاتا واللّٰہ اعلم۔ یہ تو کوئی ایسی چیز نہیں۔ بہر حال خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا صحت ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں آج پھر آپ کے اندر آ کر کھڑا ہو گیا اور آپ کے سامنے خطبہ جمعہ دینا شروع کیا اور میں آپ کو دیکھنا اور آپ سے ملنا چاہتا تھا اور آپ مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔ ہم دونوں کی خواہشیں آج پوری ہوگئیں لیکن قریباً دس گیارہ مہینے بیماری رہی۔ بیچ میں ایسے وقفے آئے کہ جب بھی کچھ صحت ہو جاتی تھی میں خطبہ دینے کے لئے یہاں آ جاتا تھا لیکن بیماری نے ایک قسم کی دوری پیدا کر دی تھی جو نہیں ہونی چاہیئے۔ روحانی طور پر نہیں قلبی طور پر نہیں لیکن بیماری کی وجہ سے بہر حال ایک فرق تو پڑ گیا اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے دور ہو گیا۔ اب میں بھی دعا کرتا ہوں آپ بھی دعا کریں کہ یہ فرق پھر بیچ میں نہ آئے۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے اور یہ حقیقت ہے اس میں مبالغہ نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ کا امام اور جماعت احمدیہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں یعنی جماعت احمدیہ بغیر امام کے کوئی وجود نہیں رکھتی اور جماعت احمدیہ کا امام جماعت احمدیہ کے بغیر کوئی وجود نہیں رکھتا۔ پس یہ دونوں دراصل ایک ہی وجود کے دو نام ہیں

اور ان کا باہمی اتحاد اور اتصال اور تعلق بڑا گہرا ہے اور بڑا مضبوط اور مستحکم ہے۔ بیماریاں عملاً اس تعلق کو توڑ نہیں سکتیں لیکن دوری کا کچھ سایہ بیچ میں آ جاتا ہے وہ سایہ بھی نہیں آنا چاہیئے لیکن وہ تو میرے اور آپ کے اختیار کی بات نہیں۔ خدائے شافی اپنا فضل فرمائے اور وہ اپنی رحمت سے آپ کو بھی صحت سے رکھے اور سب کی دعاؤں سے مجھے بھی صحت سے رکھے اور جماعتی زندگی کے جس عظیم اور بڑے اہم اور نازک مرحلے میں ہم داخل ہوئے ہیں اس کی ذمہ داریوں کو نباہنے کے ہم قابل ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والا ہے۔ بعض لوگ چونکہ خدا پر ایمان نہیں رکھتے ظاہر ہے کہ جب خدا پر ایمان نہیں تو اس کی رحمتوں اور اس کے فضلوں اور اس کی برکتوں اور ان کے نتائج پر بھی ان کا ایمان نہیں ہوتا۔ ان کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ یہ برکتیں کہاں سے آ گئیں جماعت احمدیہ میں۔ یہ صبر کہاں سے آ گیا جماعت احمدیہ میں یہ مضبوطی اور استحکام کیسے پیدا ہو گیا جماعت احمدیہ میں۔ کئی لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے ۱۹۷۴ء میں تمہارے ساتھ اتنا کچھ کر دیا مگر تمہارے اندر کوئی فرق نہیں پڑا۔ فرق نہ پڑنا تو ہماری زبان میں نہیں ہے کیونکہ ہم تو فرق پڑنے والی قوم ہیں کیونکہ ہر دن جو ہم پر طلوع ہوتا ہے وہ ہمیں پہلے سے زیادہ ترقی یافتہ دیکھتا ہے وہ اسلام کو پہلے سے زیادہ غالب پاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس وقت دُنیا میں جماعت احمدیہ کی حقیر کوششوں کے نتیجہ میں اسلام کا غلبہ ظاہر ہو رہا ہے۔

اس دورے میں اللہ تعالیٰ کے پیار کے بڑے نشان دیکھے، بہت سے نشان دیکھے۔ ایک چھوٹا سا نشان بیان کر دیتا ہوں بعض دفعہ خدا تعالیٰ کا ایک چھوٹا سا پیار بھی بہت مزہ دیتا ہے۔

دوستوں نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ سویڈن کے ملک میں گوٹن برگ کے شہر میں مَیں نے ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا ہے اس کے ساتھ مبلغ کے رہنے کے لئے مشن ہاؤس، لائبریری، لوگوں کو بٹھانے اور تقریر کرنے کے لئے ہال ضروری ہے۔ یہ پورا ایک پروجیکٹ ہے اس کا ۲۷ ستمبر کو سنگ بنیاد رکھا اُن دنوں وہاں سردی کی ایک رَو آئی اور بہت بارشیں شروع ہو گئیں۔ جس وقت ہم ۲۵ ستمبر کو لندن سے روانہ ہوئے تو موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ اب آج کل وہاں موسلا دھار بارش بھی ہو جاتی ہے جب میں وہاں پڑھا کرتا تھا تو اُس زمانے میں

انگلستان میں بالکل باریک پھوار پڑا کرتی تھی وہ بارش نہیں ہوا کرتی تھی جس کو ہم بارش کہتے ہیں لیکن اب وہاں بھی بارش ہونے لگی ہے موسم بدل گئے ہیں۔

غرض جب ہم ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات ڈیڑھ بجے کے قریب گوٹن برگ پہنچے تو پتہ لگا کہ دو دن سے متواتر بارش ہو رہی ہے اور جو بارش کی پیش خبریاں دیتے ہیں اُنہوں نے اعلان کیا ہے کہ کل بھی بارش ہوگی اور اُسی روز گیارہ بجے سنگِ بنیاد رکھنا تھا۔ چنانچہ پہلے تو میرے دماغ میں یہ دُعا آئی کہ اے خدا! ہمیں کھلا موسم دے۔ یہ بھی ایک دُعا ہے یہ بھی ہم مانگتے ہیں۔ پھر مجھے خیال آیا کہ آج تو ''ہمیں'' کہنا مناسب نہیں۔ تو میں نے دُعا یہ کی کہ اے خدا! تیرے گھر کی بنیاد رکھنے کے لئے کل ہم اکٹھے ہو رہے ہیں۔ تیری مسجد کی بنیاد رکھنے کے لئے جس قسم کے موسم کی ضرورت ہے وہ ہمیں دے۔ چنانچہ بتایا تو ہمیں یہ گیا تھا کہ موسلا دھار بارش ہوگی لیکن صبح جب ہم اُٹھے تو سورج نکلا ہوا تھا اور بہت اچھا موسم تھا۔ اپنی زمین پر گئے مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس موقع پر کوئی تین سو سے زیادہ احمدی اکٹھے ہوئے ہوئے تھے اور بہت سے دوسرے لوگ بھی تھے جن میں کچھ عیسائی تھے اُنہوں نے بھی اب اسلام میں دلچسپی لینی شروع کی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب بڑی اچھی رہی۔ ہم وہاں سے فارغ ہوئے اور واپس آئے تو بارہ ایک بجے پیش خبری کے مطابق بڑے زور سے بارش شروع ہوگئی۔ بس وہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے چند گھنٹے دُعا کو قبول کیا اپنے پیار سے اور اپنی مسجد کی بنیاد کے لئے جس قسم کے موسم کی ضرورت تھی وہ ہمیں دے دیا۔

ہمیں وہاں جو زمین ملی ہے اس میں بھی خدا کی شان نظر آتی ہے وہاں دو کمیٹیاں ہیں جن میں سے ہماری مسجد کی زمین ہی نہیں بلکہ ہر وہ زمین جو کسی کو الاٹ کرنی ہو اس کا معاملہ ان دو کمیٹیوں سے گزرتا ہے۔ ایک کمیٹی تو صرف اتنا فیصلہ کرتی ہے کہ یہ پارٹی اس قابل ہے کہ اس کو زمین دے دی جائے یعنی وہ صرف کلیئرنس دیتی ہے کہ ہاں یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کو زمین دے دینی چاہیئے پھر وہ معاملہ دوسری کمیٹی جس کو سِٹی کونسل کہتے ہیں اس میں پیش ہوتا ہے اور وہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ عملاً دیں گے یا نہیں دیں گے اور اگر دیں گے تو کہاں دیں گے۔ چنانچہ اُنہوں نے ایک پہاڑی کی چوٹی پر جہاں سے سارا شہر نظر آتا ہے اور اتنا خوشنما

منظر ہے کہ دیکھ کر بڑا لطف آتا ہے وہاں ہمیں ڈیڑھ ایکڑ زمین دے دی لیکن ہمارے وہاں کے مبلغ سے یہ غلطی ہوئی کہ اُنہوں نے مجھ سے پوچھے بغیر یہ لکھ دیا کہ ہم نے ڈیڑھ ایکڑ زمین کیا کرنی ہے ہمیں اس کا نصف دے دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید میری بیماری اسی لئے آئی تھی کہ میں لندن جاؤں اور یہ غلطی دُور کر دوں۔ تو ایسے اچھے نتائج پر ایسی ہزار بیماریاں قربان کی جاسکتی ہیں یعنی اگر ایسی بیماریاں آجائیں تو کوئی حرج نہیں۔ اگر میں وہاں نہ جاتا تو یہ کام اسی طرح رہ جاتا مجھے پتہ لگا تو میں نے کہا یہ کیا ظلم ہو گیا ہم تو بڑھنے والی قوم ہیں۔

آج ڈیڑھ ایکڑ کا ٹکڑا ہمارے مبلغ کو بہت نظر آیا۔کل ڈیڑھ ایکڑ بھی تھوڑا نظر آنا ہے چنانچہ آدمی بھیجے کمال یوسف صاحب ڈنمارک میں ہیں اُن کو بھیجا۔ کچھ اور دوستوں کو کہا کہ جاؤ کوشش کرو اس عرصہ میں ایک اور ایسوسی ایشن کو اُس نصف حصہ کی پیش کش ہو چکی تھی۔ ہمارے دوست اُن سے بھی ملے اور کہا کہ چونکہ ہمیں پھر دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اس لئے اگر تم زیادہ سنجیدہ نہیں ہو تو تم ہمارے لئے یہ چھوڑ دو۔ اُنہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے سویڈن کی جماعت احمدیہ پر زور ڈالنے کے لئے کہہ دیا تھا کہ میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے آؤں گا اس شرط پر کہ ہمیں پوری زمین ملے ورنہ نہیں آؤں گا۔ پھر اُن کو احساس پیدا ہوا اور اُنہوں نے ادھر اُدھر بھاگ دوڑ کی۔ کئی دفعہ متعلقہ افسروں سے جا کر ملے۔ زبانی طور پر سب نے وعدہ کر لیا کہ ہم نے فیصلہ کر دیا ہے حتیٰ کہ سٹی کونسل نے بھی کہہ دیا کہ دیں گے ساری زمین لیکن دس اکتوبر کو میٹنگ ہے اور میٹنگ سے پہلے ہم تحریر میں نہیں دے سکتے۔ خیر وہ تو پھر میں نے کہا مجبوری ہے چنانچہ میں نے وہاں جا کر مسجد کی بُنیاد رکھی جو ایک پہاڑی کی چوٹی پر کھلی فضا میں واقع ہے۔

یہ ڈیڑھ ایکڑ زمین کا جو ٹکڑا ہے اس کے ایک طرف بہت بڑی سڑک جاتی ہے جسے موٹر وے یا آٹو بانن کہتے ہیں۔اس میں سے کوئی رستہ کسی گھر کو نہیں نکل سکتا۔کوئی رستہ نکل ہی نہیں سکتا گویا پوری ایک سائیڈ ایسی ہے جہاں یہ سڑک گزرتی ہے اس کے شہر کی طرف جائیں تو جہاں ہماری زمین شروع ہوتی ہے وہاں سے چند سو گز ورے ایک اور سڑک اُنہوں نے نکالی ہے جہاں سے گھروں کو راستے جاتے ہیں۔ گویا اس زمین کے ٹکڑے کے دوسری طرف یہ

سڑک جاتی ہے جہاں سے ہماری زمین کو رستہ بھی جاتا ہے۔ ہماری موٹر کے لئے بھی عارضی رستہ بنایا گیا تھا اسی پر سے گزر کر ہم اپنی زمین میں داخل ہوئے تھے۔ یہ زمین چونکہ مثلث شکل میں ہے اس لئے اس کی جو تیسری جانب ہے اس میں بارہ فٹ کی ایک گلی ہے اور اس کے پرے مکان ہے یعنی اس کے تینوں طرف سڑکیں ہیں بیچ میں قریباً ڈیڑھ ایکٹر کا ٹکڑا ہے اس کے ایک حصہ میں مسجد اور مشن ہاؤس بن جائے گا اور باقی انشاء اللہ وسعت پیدا ہوگی تو اُس وقت ہمارے کام آئے گی۔

ایک تو خدا تعالیٰ نے یہ خوشی پہنچائی دوسرے یہ زمین جب آخری مرحلے میں اُنہوں نے زبانی طور پر ہمیں دے دی تو اُس وقت وہاں کسی نے اُن کو کہا ہمیں یہ نہیں پتہ کہ کس نے کہا کیونکہ ذمہ دار افسر یہاں والے بھی اور وہاں والے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا لیکن بہرحال کسی چھوٹے نے کہہ دیا کہ اگر جماعت احمدیہ کو یہ زمین دے دی گئی تو یہ بات پاکستان سے دشمنی سمجھی جائے گی یعنی پاکستان کے خلاف دشمنی ہوگی اگر جماعت احمدیہ کو مسجد کے لئے زمین دی گئی۔

اب خدا جانے وہ کون سا چھوٹا افسر تھا بہرحال ہمیں بدظنی کرنے کی ضرورت نہیں کسی نے کہا اور انہوں نے ہمیں بتایا اور وہ کچھ پریشان بھی ہوئے کہ پتہ نہیں اس کا اثر نہ ہو جائے۔ سیکرٹری نے جب بات کی لیکن انسان کی باتیں اَور ہوتی ہیں اور الٰہی تقدیر اَور ہوتی ہے۔ پھر آخر ہوا یہ کہ باوجود اس بات کے کہ ان کو یہ کہا گیا تھا وہ تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ حکومتِ پاکستان نے کہا ہے لیکن حکومت پاکستان کہتی ہے کہ اس نے نہیں کہا انہوں نے وہ زمین ہمیں دے دی اور اب وہاں اس جگہ پر مسجد کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ آرکیٹیکٹ جس نے ابتدائی نقشے بنائے تھے وہی دوسرے نقشے بھی بنا رہا ہے غالباً ۱۵؍ نومبر تک آخری نقشے بھی بن جائیں گے اور دسمبر کے شروع میں کنٹریکٹر کام شروع کرے گا اور اس نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اگلے سال جولائی تک اسے مکمل کر دے گا۔ اب انشاء اللہ جولائی میں سویڈن میں پہلی مسجد ہوگی (جہاں تک ہمیں علم ہے ہوسکتا ہے ہمیں پورا علم نہ ہو لیکن جہاں تک ہمیں علم ہے) یہ پہلی احمدیہ مسجد ہے جو وہاں بن رہی ہے اور جو بنیں گی مساجد اور خدا کرے بنیں۔ ہمیں تو جتنی

مساجد بنیں خوشی ہوتی ہے کہ خدا کے گھر بنے ہیں تو وہ ہمارے پیچھے آنے والی ہوں گی ہم سے پہلے نہیں ہوں گی۔ اس عرصہ میں ہم پہلی مساجد اور کئی ممالک میں بھی انشاء اللہ بنا چکے ہوں گے۔

میں نے وہاں یہ اعلان بھی کیا تھا کہ اس مسجد کی تعمیر کا سارا خرچ بیرون پاکستان کی جماعتیں ادا کریں گی چنانچہ اس غرض کے لئے روپیہ یا تو جمع ہو چکا ہے یا ایسے وعدے ہیں جو اگلے مارچ اپریل تک پورے ہونے والے ہیں۔ پاکستان کا ایک پیسہ بھی اس مسجد میں نہیں لگے گا۔ یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے ہمارے لئے دکھ کی بات ہے بلکہ مجھے یوں کہنا چاہیئے کہ ہمارے لئے دُکھ کی بات ہے اور ہمارے ملک کے لئے شرم کی بات ہے۔

سویڈن کے ساتھ دوسرا ملک ناروے ہے اس کے بعد پھر میں وہاں بھی گیا۔ وہاں جانے کی دراصل دو اغراض تھیں ایک تو یہ کہ وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے چالیس کمانے والے احمدیوں کی ایک جماعت بن گئی ہے جن میں سے زیادہ پاکستانی ہیں یعنی ان کے آباء واجداد پاکستانی ہیں۔ ممکن ہے ان کی اپنی شہریت بدل گئی ہو۔ ان میں سے بعض بڑے مخلص احمدی ہیں اور اپنے بچوں کی بڑی اعلیٰ تربیت کر رہے ہیں۔ ان سے میں نے کہا کہ اب تمہاری باری ہے۔ صرف انگلستان کی جماعت دو سال کے بعد ۷۸ء میں صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ میں اتنے پیسے جمع کر چکی ہوگی کہ وہ تمہاری مسجد بنا دے اس لئے تم اپنے لئے کسی اچھی جگہ پر مسجد کے لئے زمین تلاش کرو۔ اس کے علاوہ دو اور ممالک بھی ہیں جن کے متعلق میں کہہ کر آیا ہوں کہ وہاں بھی مسجدیں تعمیر کی جائیں۔

دوست یاد رکھیں ہم مسجدیں کسی Show کے لئے نہیں بناتے۔ یہ ایک بنیادی بات ہے کہ ہم مسجدیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بناتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی جہالت سے یہ سمجھتا ہے کہ مثلاً مغل بادشاہوں نے لاہور میں جو بہت بڑی مسجد بنائی ہے اور اس کے چار مینار بنائے ہیں جب تک ویسی مسجد نہ ہو خدا تعالیٰ سے ثواب نہیں ملتا تو نعوذ باللہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسجد کھجور کے پتوں کی چھت کی بنائی تھی جو بارش میں ٹپکتی رہتی تھی موجب ثواب نہ تھی اس سے بڑی حماقت اور کیا ہوسکتی ہے۔

پس ہم مسجدیں خدا کی رضا کے حصول کے لئے بناتے ہیں ہم نے کہیں بھی اپنی شان کے لئے مسجد نہیں بنائی۔ خدا کا گھر بنانا ہے اور خدا کے گھر بنانے میں ہماری رضا یہ ہے کہ وہ آباد رہے اور خدا ہمیں، ہماری نسلوں کو، ہمارے ہمسایوں کو اور ان ملکوں کو جن میں مساجد بنائی جارہی ہیں یہ توفیق عطا کرے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ان گھروں کو، ان مساجد کو آباد رکھیں۔

سویڈن میں ایک وقت میں یہ بھی ہوا تھا کہ احمدی تھوڑے ہیں ان کو مسجد کے لئے زمین نہ دی جائے بلکہ جو لوگ زیادہ ہیں ان کو مسجد کے لئے زمین دی جائے۔ وہاں ایک شخص نے مجھے بتایا اس کی تفصیل کا مجھے علم نہیں مجھے صرف اتنا بتایا گیا کہ جب یہ صورت پیدا ہوئی تو ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا اور انہوں نے سویڈن کے متعلقہ افسران سے یہ کہا کہ ہماری مسجد ہر موحّد کے لئے کھلی ہے اس میں مسلمان ہونے کی بھی شرط نہیں کیونکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موحد عیسائی فرقے کے وفد کو جب ان کی عبادت کا وقت آیا تو یہ فرمایا کہ تم باہر کیوں جاتے ہو مَسْجِدِی هٰذَا یہ میری مسجد ہے تم اس میں عبادت کرو۔ اب دیکھو مسجد نبوی سے زیادہ بابرکت اور مقدس دنیا میں اور کوئی مسجد نہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دروازے عیسائیوں کے لئے کھول دیئے اور فرمایا تم باہر کیوں جاتے ہو یہیں اپنی عبادت کر لو۔ پس اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن:۱۹) کی رو سے ہر موحّد کے لئے خدا کے گھر کے دروازے کھلے ہیں۔

میں نے پہلے بھی بتایا تھا یہی اعلان میں نے ڈنمارک میں کوپن ہیگن کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر کیا تھا۔ اس کے معاً بعد جمعہ کی نماز تھی اور اس جمعہ کی نماز میں سینکڑوں عیسائی بھی ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے تھے جب میں نے یہ کہا اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا اگلی آیت کا ٹکڑا ہے۔ اس سے ہماری اسلامی تعلیم کی تین باتیں بڑی نمایاں طور پر ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ کہ ہم مسجد کے مالک نہیں، مسجد تو خدا کا گھر ہے اور وہی اس کا مالک ہے ویسے بھی وہی مالک ہے لیکن اس پہلو سے بھی وہی مالک ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے۔ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا اس کی رو سے ہر موحد کے لئے مسجد کا دروازہ کھلا ہے۔ اگلا حصہ بتاتا ہے کہ صرف ایک شرط ہے نیک نیتی سے آنا ہے شرارت

کی نیت سے نہیں آنا۔ میں تو ایک درویش انسان ہوں۔ اس قرآنی آیت کا یہ اثر ہوا کہ سینکڑوں عیسائی جو افتتاح کے وقت موجود تھے نماز میں شامل ہو گئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جب ہم رکوع کرتے تھے تو وہ ادھر ادھر دیکھ لیتے تھے کہ یہ رکوع کس طرح کرتے ہیں تو انہوں نے رکوع بھی کیا۔ جب ہم سجدہ کرتے تھے تو وہ ادھر اُدھر دیکھ لیتے تھے کہ ہم سجدہ کس طرح کرتے ہیں لیکن انہوں نے ہمارے ساتھ سجدہ کیا اور اس طرح وہ اسلامی عبادت میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت تک دس ہزار سے زیادہ غیر مسلم اسلامی عبادت میں شامل ہو چکے ہیں یعنی اگر وہ ایسے وقت میں مسجد دیکھنے کے لئے آئے کہ نماز ہو رہی تھی تو وہ بھی نماز میں شامل ہو گئے کیونکہ جب اس کا افتتاح ہوا تھا تو اس وقت ملک کے ہر اخبار اور رسالے نے افتتاح کی خبر کو Cover کیا تھا اور خبریں دی تھیں۔ چنانچہ وہاں کے روزانہ اور ہفتہ وار اور ماہانہ اخبارات ورسائل کے ۱۸۵ تراشے ہمارے پاس پہنچے تھے۔ درجنوں اخبار تھے جنہوں نے پورا صفحہ دیا تھا اور بیسیوں تھے جنہوں نے آدھا صفحہ دیا تھا گویا بہت زیادہ پبلسٹی ہوئی تھی اور اس چیز کو تو اُن کی روح نے قبول کیا کہ اچھا یہ ایسا گھر ہے۔ چنانچہ ہمارے دوست نے وہاں کے متعلقہ افسران سے کہا کہ ہماری مسجد تو ایسی ہے لیکن یہ جو مطالبہ کر رہے ہیں ان کی تو اپنی مسجدیں علیحدہ ہیں۔ یہ ہمیں نماز نہیں پڑھنے دیں گے۔ آپ ان سے پوچھ لیں اور ہمارے لئے تو ہر آدمی جو نیک نیتی سے آتا ہے اس کے لئے مسجد کے دروازے کھلے ہیں۔ ٹھیک ہے شرارت کرنے والے کے لئے منع ہے۔ شرارت خدا کا گھر کیا ایک عاجز اور غریب آدمی کے گھر میں بھی شرارت کی نیت سے کوئی نہیں گھس سکتا۔ چنانچہ ان کو یہ بات سمجھ آ گئی۔ پس یہ بھی خدا کے فضل کے نشان ہیں جو اس مسجد کے سلسلہ میں رونما ہوئے۔ دوست دعائیں کریں اللہ تعالیٰ اسے برکتوں والی مسجد بنائے اور یہ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ (التوبة:۱۰۸) کی مصداق ہو اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی کی طفیلی مسجد ہو کیونکہ جہاں تک مسجد کا تعلق ہے تمام برکتیں مسجد نبوی سے آگے نکلتی ہیں۔

گوٹن برگ کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر وہاں جو آرکیٹیکٹ آئے ہوئے تھے اُن کو بڑا شدید انفلوائنزا تھا لیکن مسجد کا جذب اُن کو وہاں لے آیا تھا پتہ نہیں کس طرح اُٹھ کر آ گئے تھے

اور مجھے بھی لگا گئے۔ چنانچہ ۲۷؍ستمبر کو جو انفلوائنزا ہوا تھا اُس کا تھوڑا سا اثر ابھی تک باقی ہے انسان ہے بڑا عاجز لیکن اس کو عادت پڑ گئی ہے کچھ گپیں لگانے لگ گیا ہے چاہے وہ انگلستان ہی کا کیوں نہ ہو۔ہمیں وہاں لوگ کہنے لگے کہ انفلوائنزا کا ایک نیا ٹیکا نکلا ہے جو آدمی وہ ٹیکہ لگوا لے اُس کو فلو نہیں ہوتا پر ایک شرط ہے کہ ٹیکہ لگنے سے پندرہ دن تک فلو نہ ہو تو اس کے بعد نہیں ہوگا۔ میں نے کہا کیا خدا سے تم نے کوئی ٹھیکہ کیا ہوا ہے کہ پندرہ دن تک فلو نہ ہوگا۔ یہ تو ویسے ہی مضحکہ خیز بات ہے۔ میں نے کہا اچھا لگوا لیتے ہیں۔ جب وہ ٹیکہ لگوا لیا تو اس کے بعد انفلوائنزا کا بڑا سخت حملہ ہو گیا اصل تو خدا تعالیٰ شافی ہے وہی شفا دینے والا ہے۔

گوٹن برگ کے ِگرد چالیس سے زیادہ یوگوسلاوین گھرانے احمدی ہو چکے ہیں۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا مجھے ان سے ملاؤ گو وہ نئے احمدی مسجد کے افتتاح کے موقع پر بھی آئے ہوئے تھے لیکن کیونکہ افتتاح کے بعد مشن ہاؤس میں کھانے کا انتظام تھا اور مشن ہاؤس ایک چھوٹی سی عمارت میں ہے جس میں اگر پچاس یا سو آدمی اکٹھے ہو جائیں تو جگہ نہیں رہتی اس لئے اگلے دن شام کو صرف یوگوسلاوین احمدیوں کی دعوت کی گئی جس میں بہت سے غیر احمدی دوست بھی شامل ہوئے جو زیر تبلیغ تھے اُس شام کو ۱۴ یوگوسلاوین نے بیعت کی جن میں چھ مرد تھے اور ۸ عورتیں الحمد للہ علیٰ ذالک اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک رَو پیدا ہو گئی ہے چنانچہ میرے لندن واپس پہنچنے پر کمال یوسف جو کوپن ہیگن کے انچارج مبلغ ہیں اُن کا مجھے فون آیا کہ جب اخباروں میں سویڈن کی مسجد کے افتتاح اور یوگوسلاوین دوستوں کی بیعت کی خبریں اخباروں میں چھپیں تو اُن کے بعض رشتے دار دوست اور واقف کار یوگوسلاو جو سویڈن کے ایک ایسے شہر میں بستے ہیں جو کوپن ہیگن سے ۳۰؍۳۲ میل اور گوٹن برگ سے ڈیڑھ پونے دو سو میل کے فاصلے پر واقع ہے اُنہوں نے فون پر ہمارے مبلغ سے کہا کہ بتائیں ہمارے پاس تبلیغ کرنے کے لئے کیوں نہیں آتے؟ میں نے اُن کا فون سُن کر اُن سے کہا کہ آپ اُن کو تبلیغ کرنے کے لئے جائیں لیکن پہلی دفعہ میرے قیام انگلستان کے دوران وہاں جائیں۔ چنانچہ وہ وہاں گئے اُس جگہ صرف بارہ یوگوسلاو خاندان آباد ہیں۔ اُنہوں نے کہا آپ ہمیں مسائل سمجھائیں ہو سکتا ہے سارے کے سارے خاندان احمدی ہو جائیں۔ کسی وجہ سے وہ

سارے تو اُس دن اکٹھے نہ ہو سکے۔ کوئی ایسی ہی خاص دلچسپی تھی وہ باہر گئے ہوئے تھے اُن میں سے سات ملے۔ کمال یوسف صاحب سارا دن اُن سے باتیں کرتے رہے مسائل بتاتے رہے شام کو سات کے سات نے بیعت کی اور احمدی ہو گئے اور دو نے بعد میں بیعت کی۔ ان میں دو عیسائی عورتیں ہیں۔ ایک عورت یوگوسلاو سے شادی شدہ ہے اور ایک اُس کی بیٹی ہے جو مسلمان نہیں ہوئی تھی ماں کے مذہب پر تھی۔ وہاں کے قوانین بڑے سخت ہیں وہ جوان اور بالغ ہو چکی ہوئی ہے۔ دراصل وہاں کے قوانین کی رو سے جب بچے بالغ ہو جائیں تو اُن پر کسی کا زور نہیں چلتا تو وہ بھی آزاد ہو گئی تھی اس بات کے اظہار کے لئے کہ وہ باپ کا مذہب اختیار نہیں کرنا چاہتی ماں کا مذہب اختیار کرے گی۔

پس اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر یہ فضل فرمایا اور ہمارے لئے خوشی کا یہ سامان پیدا کیا کہ باوجود اس بات کہ ہم اس کے حقیر بندے ہیں اور نہایت ادنیٰ خادم ہیں، ہمارے ذریعہ ان دو عیسائی عورتوں کو جو ایک اپنے باپ کے خلاف اور دوسری اپنے خاوند کے خلاف کھڑی ہوئی تھی اُن کو اسلام میں داخل ہونے کی توفیق مل گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اب کمال یوسف صاحب دوبارہ وہاں جا رہے ہیں اس کے علاوہ تین اور شہروں کا بھی پتہ لگا ہے جہاں یوگوسلاو بستے ہیں۔ میرے خیال میں یہ چار جگہیں ایسی ہیں جہاں انشاء اللہ جماعتیں بن جائیں گی۔ ایک جگہ تو جماعت بن گئی ہے اور اُمید ہے کہ خدا کے فضل سے سارے کے سارے احمدی ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں ایک اور ملک میں کمیونزم سے بھاگے ہوئے تُرک آباد ہیں وہ تُرکی زبان بولتے ہیں اور ان کا یہ دعویٰ ہے کہ اصل جو تُرکی ملک ہے ہم اس سے بھی زیادہ پکے تُرک ہیں۔ وہ پکے تُرک ہیں یا نہیں خدا کو معلوم ہے۔ ہمیں تو اس بات سے دلچسپی ہے کہ صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح پکے مسلمان ہو جائیں۔ وہاں بھی جائزہ لینے کے لئے آدمی بھیجا تھا اس کی رپورٹیں آ چکی ہیں خدا کرے اس ملک میں بھی جماعتیں قائم ہونی شروع ہو جائیں۔

اُن لوگوں کے ایمان کا یہ حال ہے آپ ذرا سوچ لیں وہ آپ سے آگے نکل رہے ہیں۔ ایک یوگوسلاو جو بڑا مخلص احمدی ہے جس کی بیوی بضد تھی کہ مجھے احمدی کرو اور وہ کہتا تھا کہ میں

نہیں کرتا تھا اس لئے کہ تمہیں قرآن پڑھنا نہیں آتا تم کس قسم کی احمدی بنو گی میں تمہیں احمدی نہیں کرسکتا۔ میں نے اس کو پھر سمجھایا کہ تمہاری بیوی احمدی ہو جائے گی تو بعد میں اس کو قرآن سکھانا۔ چنانچہ اس کو وہ یہی کہتا تھا کہ تم قرآن نہیں جانتی اگر تم احمدی ہوگئی تو احمدیت کی بدنامی ہوگی۔ کیا میں اپنی ایسی بیوی کو احمدی کرلوں جس کو قرآن بھی نہیں آتا؟ چنانچہ ۲۷-۲۸ر ستمبر کو بیعت کرنے والوں میں وہ بھی شامل تھی۔ میں نے اس کے خاوند سے کہا تم اس کو باقاعدہ قرآن کریم پڑھاؤ۔

غرض وہ لوگ دین کے مسائل بڑی اچھی طرح سمجھنے لگے ہیں۔ اس سے پہلے اُن کو کچھ بھی نہیں آتا تھا نام کا اسلام تو کوئی چیز نہیں ہے۔ قرآن کریم نے ایک مسلمان سے جو مطالبات کئے ہیں، ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے ہر وہ شخص جس کے دل میں یہ خواہش ہے کہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہ مسلمان ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان سے جو مطالبات کئے ہیں، وہ اُن کو پورا کرے اگر وہ قرآن کریم کی شریعت کے مطالبات پورے نہ کرے اور سمجھے کہ پھر بھی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہ مسلمان سمجھا جائے گا اور خدا تعالیٰ کی وہ رحمتیں اور وہ برکتیں جو مومن مخلص مسلمان سے وابستہ ہیں وہ اس کو مل جائیں گی تو یہ ایک خوش فہمی ہے۔ نہ کبھی پہلے ایسا ہوا ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا اسی لئے قرآن کریم نے ہمیں دعائیں سکھائی ہیں اور کہا ہے کہ اپنے لئے دعائیں کرو، اپنی اولاد کے لئے دُعائیں کرو، اپنی نسلوں کے لئے دعائیں کرو، اپنے ماحول کے لئے، دُنیا کے لئے اور اُمت محمدیہ کے لئے دُعائیں کرو۔ بڑی اہم دُعا مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھائی گئی ہے کہ امت محمدیہ کے لئے بحیثیت مجموعی دعائیں کرو یعنی صرف اپنے ملک کے مسلمانوں کے لئے نہیں مثلاً انگلستان کے احمدی صرف انگلستان کے مسلمانوں کے لئے یا سویڈن کے احمدی صرف سویڈن کے مسلمانوں کے لئے دعائیں نہ کریں بلکہ اُمت مسلمہ کے لئے دعا سکھلائی گئی ہے۔ پس سب مسلمانوں کے لئے دُعائیں کرنی چاہئیں جب تک ہم خدا تعالیٰ کی ساری ہی رحمت کو جذب کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے، اُس وقت تک اسلام کا وہ غلبہ جو ان ایام میں مقدر ہے وہ حاصل نہیں ہوسکتا اور وہ ساری برکتیں جو نوع انسانی کے لئے مقدر ہیں وہ میسر نہیں آسکتیں۔

خداتعالیٰ اپنے فضل سے یہ ماحول پیدا کرے اور یہ سامان پیدا کر دے کہ نوع انسانی بحیثیت مجموعی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے اور خدائے واحد و یگانہ کے ترانے گھر گھر سے بجنے لگیں اور ہر زبان سے خدا کی حمد گائی جانے لگے۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)